REGD. No. L. 5254

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فون نمبر ۹۴

جلد ۴۹/۱۴ ۱۸ اخاء ۱۳۳۹ ہش ۱۸ اکتوبر سنہ ۱۹۶۰ء نمبر ۲۴۰

حالیہ طوفان کی وجہ سے نواکھلی کے ساحلی جزیروں میں قریباً تین ہزار اشخاص کی ہلاکت

گورنر مشرقی پاکستان نے فوری طور پر نقصان کا اندازہ لگانے کے احکام صادر کر دیئے

سوناپور ۱۷ اکتوبر۔ اندازہ لگایا گیا ہے کہ مشرقی پاکستان کے بعض علاقوں میں حال ہی میں جو سمندری طوفان آیا تھا۔ اس کے نتیجہ میں نواکھلی کے نصف درجن کے قریب ساحلی جزیروں میں تین ہزار اشخاص ہلاک ہوئے ہیں۔ یہ اندازہ مقامی افسران کی جمع کردہ اطلاعات کی بناء پر لگایا گیا ہے۔ مشرقی پاک کے گورنر لفٹننٹ جنرل محمد اعظم خاں کو کل جب نقصان کی ان تفصیلات کی اطلاع دی گئی۔ تو آپ نے جناب ایس ایم حسن ممبر بورڈ آف ریونیو کو فوری طور پر اس کام کے لئے مقرر کیا کہ وہ متاثرہ جزیروں کا دورہ کر کے جانی اور مالی نقصان کا خود اندازہ لگائیں۔ جناب ایس ایم حسن آج صبح سوناپور سے وہاں جا رہے ہیں واپسی پر آپ براہ راست گورنر کو اپنی رپورٹ پیش کریں گے۔ یہ ساحلی جزیرے نواکھلی کے ہتیا، رنگامٹی اور صدر کے پولیس سٹیشنوں کے علاقے میں واقع ہیں۔ اس سارے علاقے کی مجموعی آبادی تین لاکھ سے زیادہ ہے۔ اب تک جو اطلاعات موصول ہوئی ہیں ان سے پتہ چلتا ہے۔ کہ ان جزیروں کے قریباً ۸۰ فیصد مکانات اور دوسری عمارتیں تباہ ہو گئی ہیں۔

مورخہ ۱۰ اکتوبر کو جس روز طوفان آیا تھا خوفناک لہریں ۶ بجے شام سے نصف شب تک مسلسل ان جزیروں سے آ کر ٹکراتی رہیں۔ ہلاک ہونے والے بہت سے لوگوں کے متعلق گمان ہے کہ ان کی نعشیں سمندر میں بہہ گئی ہیں۔ اسی طرح بے شمار مویشی طوفانی لہروں کی زد میں آنے کی وجہ سے خلیج بنگال کی نذر ہو گئے ہیں۔

صدر کیوبا کی طرف سے بحریہ کو توڑ دینے کی دھمکی

ہوانا ۱۷ اکتوبر۔ ڈاکٹر کاسترو صدر کیوبا نے دھمکی دی ہے۔ کہ اگر کیوبا کی بحریہ نے جوابی انقلاب کے حامیوں کو پناہ دینی ترک نہ کی تو میں ساری بحریہ کو توڑ دوں گا۔ آپ نے کہا کہ دو سمندری اڈے بیکار کر دیئے گئے ہیں۔ اور بشرط ضرورت دوسرے اڈوں کو بھی بیکار کر دیا جائے گا۔ ڈاکٹر کاسترو ٹیلی ویژن پر انٹرویو دے رہے تھے آپ نے بتایا کہ کیوبا کے ایک صوبے میں جوابی انقلاب کے دو سو حامیوں کو گرفتار کر لیا گیا ہے۔ جلد ہی ان کے خلاف مقدمہ دائر کر دیا جائے گا۔ آپ نے بتایا کہ مختلف مقامات پر فوجی دستے متعین کئے جا رہے ہیں تاکہ جوابی انقلاب کے حامیوں کے منصوبے مٹی میں ملائے جا سکیں۔

لیاقت علی خاں مرحوم کی نویں برسی

کراچی ۱۷ اکتوبر۔ کل قوم نے مرحوم خان لیاقت علی خاں کی نویں برسی باوقار طریقے سے منائی۔ ملک کے مختلف مقامات پر قرآن خوانی اور فاتحہ خوانی ہوئی۔ سرکاری عمارتوں پر جھنڈے سرنگوں رہے۔ کل سویرے مرحوم کے مزار پر صدر ایوب خان نے فاتحہ پڑھی اور پھول چڑھائے۔

ام مظفر احمد کے متعلق تازہ رپورٹ

(از حضرت مرزا بشیر احمد صاحب مدظلہ العالی)

کل شام کو ام مظفر احمد کا متوقع ایکسرے لیا گیا۔ چونکہ زیادہ حرکت خطرہ کا موجب ہو سکتی تھی۔ اس لئے پورٹیبل آلہ کے ذریعہ گھر پر ہی ایکسرے لیا گیا۔ ایکسرے میں خدا کے فضل سے حالت تسلی بخش ظاہر ہوئی ہے۔ یعنی ٹوٹی ہوئی ہڈی کا جوڑ ملنا شروع ہو گیا ہے۔ اور پن بھی اپنی جگہ پر قائم ہے۔ یعنی جتنا وہ ابتداء میں اپنی جگہ چھوڑ چکا تھا۔ اس سے زیادہ تبدیلی نہیں ہوئی فالحمد للہ علیٰ ذالک۔ مگر باوجود اس کے ڈاکٹر امیرالدین صاحب نے ابتدائی خرابی کی وجہ سے ابھی تک زیادہ حرکت کی اجازت نہیں دی۔

احباب کرام اپنی مخلصانہ دعائیں جاری رکھ کر عنداللہ ماجور ہوں۔ لمبی بیماری اور بستر میں بے حس و حرکت پڑے رہنے کی وجہ سے ام مظفر احمد بعض اوقات اپنی بے بسی کے خیال سے بے چین ہو جاتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے شفا عطا فرمائے آمین

خاکسار مرزا بشیر احمد (الاہور ۱۷/۱۰/۶۰)

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ کی صحت کے متعلق تازہ اطلاع

محترم صاحبزادہ ڈاکٹر مرزا منور احمد صاحب

ربوہ ۱۷ اکتوبر بوقت ۹½ بجے صبح

کل دن بھر حضور کی طبیعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے اچھی رہی البتہ رات کچھ گھبراہٹ سی رہی۔ اور دوائی سے نیند آئی۔

احباب جماعت حضور کی صحت کاملہ و عاجلہ اور درازی عمر کیلئے خاص توجہ اور التزام سے دعائیں جاری رکھیں۔

مکرم منیر الدین احمد اور مکرم بشیر احمد صاحب شمس ۱۸ اکتوبر کو روانہ ہو رہے ہیں

ربوہ ۱۷ اکتوبر۔ مکرم منیر الدین احمد صاحب یحییٰ فضلی اور مکرم بشیر احمد صاحب شمس مورخہ ۱۸ اکتوبر ۱۹۶۰ء بروز منگل صبح چناب ایکسپریس کے ذریعہ کراچی روانہ ہو رہے ہیں۔ وہاں سے یہ دونوں مجاہد اعلائے کلمۂ اسلام کی غرض سے بیرونی ممالک تشریف لے جائیں گے۔ مقامی احباب وقت مقررہ پر اسٹیشن پہنچ کر اپنے مجاہد بھائیوں کو دلی دعاؤں کے ساتھ رخصت کریں۔ (وکالت تبشیر ربوہ)

صاحبزادی امۃ الرشید صاحبہ کی صحت کے متعلق اطلاع

لاہور ۱۶ اکتوبر بوقت ۵ بجے شام بذریعہ فون صاحبزادی امۃ الرشید صاحبہ کو کل شدید دورہ ہوا اور بخار بھی تیز ہو گیا۔ اب طبیعت بفضلہ تعالیٰ پہلے سے بہتر ہے۔ احباب جماعت خاص توجہ اور التزام سے دعائیں جاری رکھیں کہ اللہ تعالیٰ صاحبزادی صاحبہ کو اپنے فضل سے جلد کامل صحت عطا کرے۔ آمین

ایڈیٹر۔ روشن دین تنویر بی۔ اے۔ ایل ایل۔ بی

مسعود احمد پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس ربوہ میں چھپوا کر دفتر الفضل دارالرحمت غربی ربوہ سے شائع کیا

روزنامہ الفضل ربوہ

مورخہ ۱۰ اکتوبر ۱۹۶۰ء

اللہ تعالیٰ پر ایمان ہی دُنیا کو بچا سکتا ہے

کچھ دن ہوئے امریکہ کے صدر آئزن ہاور نے ایک خیراتی مذہبی ڈنر میں مہمان خصوصی کی حیثیت سے تقریر کرتے ہوئے فرمایا کہ

"انتہائی تشدد آمیز ظاہری خلفشار انتہائی شدید اندرونی ہیجان اور انتہائی طاقتور ہلاکت آفرین وسائل کے اعتبار سے تاریخ کا کوئی سابقہ دور موجودہ دور کا مقابلہ نہیں کرتا ہمارے بیداری اور کام کے اوقات اکثر و بیشتر نئے خطرات کے اندیشوں جارحیت پسندوں کے شور شغب اور خوف زدوں کی چیخ و پکار سے بھرے رہتے ہیں۔

ایک طاقتور اور اخفا پسند آمریت کے رویہ میں مضمر خطرات اور اس کے اعلان کردہ مقاصد کے خلاف ہم مستقل مزاجی سے فوجی اخلاقی اقتصادی اور سیاسی قوت کو برقرار رکھے ہوئے ہیں تاکہ ہماری قومی سلامتی کو آنچ نہ پہونچ جائے۔

مزید برآں یہ جانتے ہوئے کہ اگر امن اور آزادی میں دوسروں کو شریک نہ کیا جائے تو وہ کمزور ہوتے جاتے ہیں ہم ان دوسری قوموں کی مدد کر رہے ہیں جو ہماری طرح انسانی وقار کو سربلند اور اپنی آزادی کو برقرار رکھتی ہیں

اگر امریکہ اپنے اصولوں کا وفادار ہے تو وہ کسی لالچ اور ترغیب میں آکر ان اعلےٰ نصب العینوں کو خیر باد نہیں کہہ سکتا۔

اگر ہمارے معاشرہ کی یہ روحانی بنیاد کمزور پڑ گئی تو ہم مادہ پرستی اور گھٹیا سیاسی ہتھکنڈوں کا شکار ہو جائیں گے اور امریکہ کی تقدیر میں ہمارا ایمان رخصت ہو جائے گا۔

اس کے بعد اگر ہم کچھ دنوں کیلئے عالمی حالات اور تمام ظاہری دشمنوں پر غالب رہے جب بھی ہماری شکست المناک ہوگی۔ ہم منصفانہ عالمی امن کے راہنما کی حیثیت سے اپنی تقدیر اور اپنے اعلےٰ نظریات کے ورثہ سے محروم ہو جائینگے۔

ظاہری فتح بہت جلد ایک دھوکا اور فریب دکھائی دینے لگی ہے اپنی روحانی اقدار سے محروم ہو کر ایک مادہ پرست امریکہ ایک ایسا جہاز بن جائے گا جس کا کوئی ناخدا نہ ہو اور انجام کار بین الاقوامی طوفانوں اور اندرونی انحطاط کے غیض و غضب کا شکار ہو جائے گا۔"

صدر آئزن ہاور کا یہ کہنا صحیح ہے کہ دنیا کا موجودہ دور "نہایت تشدد آمیز ظاہری خلفشار۔ انتہائی شدید اندرونی ہیجان اور انتہائی ہلاکت آفرین وسائل" کا دور ہے۔ اور کہ آج انسانوں کے "بیداری اور کام کے اوقات نئے خطرات کے اندیشوں جارحیت پسندوں کی ہنگامہ خیزی اور خوفزدوں کی چیخ و پکار سے بھرے رہتے ہیں"۔

اس سے واضح ہوتا ہے کہ یکطرفہ بے پناہ مادی ترقیوں نے انسان کو کس مصیبت میں مبتلا کر دیا ہے۔ بیشک پہلے زمانوں میں بھی بسا اوقات ایسے خطرات پیدا ہوتے رہے ہیں لیکن ایک تو ان کا دائرہ محدود رہا ہے دنیا کی ساری انسانی بلکہ تمام جاندار آبادی کو اس طرح کا ہمہ گیر خطرہ نہیں لگا جس طرح آج مادہ پرستی نے تمام دنیا کو لگا رکھا ہے۔ پہلے بھی کشت و خون ہوتے رہے ہیں مگر ان کا اثر محدود المقام اور محدود الوقت ہوتا تھا۔ لیکن آج تو گویا یہ روگ کرۂ ارضی کے رگ و ریشے میں سرایت کر چکا ہے اور بڑے بڑے دانشمند جو پر امن زندگی کے منصوبے رکھتے تھے آج ان کی روحیں بھی بے چین ہو گئی ہیں آج نیکی اور بدی کا تمام امتیاز ختم ہو چکا ہے اور ہر آواز جو امن کی طرف بلاتی ہے نقار خانے میں طوطی کی آواز بن کر رہ گئی ہے مذہب اور اخلاق کی بات آج کوئی سننے کو تیار نہیں تمام اقوام بلکہ تمام اقوام کے تمام افراد اب مادیت کی طرف اس طرح جھک گئے ہیں کہ جیسا کہ صدر آئزن ہاور نے کہا ہے ذہنوں میں "انتہائی تشدد آمیز خلفشار" کی جڑیں استوار ہو چکی ہیں بلکہ کہنا چاہیئے کہ یہ جو بزرگوں سے سنتے آئے ہیں کہ قیامت کے دن نفسا نفسی پڑ جائیگی آج تمام دنیا میں وہی نفسا نفسی کی فضا مسلط ہو چکی ہے اور جیسا کہ قرآن کریم میں کئی پیراؤں سے قیامت کبریٰ کا نقشہ کھینچا گیا ہے وہی حالات زمین پر موجود ہو گئے ہیں

سوال ہے کہ کیا دنیا کی اس حالت کو بدلا جا سکتا ہے۔ اس کا جواب صدر آئزن ہاور نے جو دیا ہے وہ یہ ہے کہ:۔

"ایک طاقتور اور اخفا پسند آمریت کے رویہ میں مضمر خطرات اور اس کے اعلان کردہ مقاصد کے خلاف ہم مستقل مزاجی سے فوجی اخلاقی اقتصادی اور سیاسی قوت کو برقرار رکھے ہوئے ہیں تاکہ ہماری قومی سلامتی کو آنچ نہ پہونچ جائے۔ ......

اگر امریکہ اپنے اصولوں کا وفادار ہے تو وہ کسی لالچ اور ترغیب میں آکر ان اعلیٰ نصب العینوں کو خیرباد نہیں کہہ سکتا"

اگر ہمارے معاشرہ کی یہ روحانی بنیاد کمزور پڑ گئی۔ تو ہم مادہ پرستی اور گھٹیا سیاسی ہتھکنڈوں کا شکار ہو جائیں گے اور امریکہ کی تقدیر میں ہمارا ایمان رخصت ہو جائے گا"

صدر آئزن ہاور نے یہ صرف امریکی قومی نقطۂ نظر سے کہا ہے۔ چنانچہ آپ نے مزید کہا کہ:۔

"اس کے بعد اگر ہم کچھ دنوں کے لئے عالمی حالات اور تمام ظاہری دشمنوں پر غالب رہے جب بھی ہماری شکست المناک ہوگی۔ ہم منصفانہ عالمی امن کے راہنما کی حیثیت سے اپنی تقدیر اور اپنے اعلیٰ نظریات کے ورثہ سے محروم ہو جائینگے۔

ظاہری فتح بہت جلد ایک دھوکا اور فریب دکھائی دینے لگے گی۔ اپنی روحانی اقدار سے محروم ہو کر ایک مادہ پرست امریکہ ایک ایسا جہاز بن جائیگا جس کا کوئی ناخدا نہ ہو اور انجام کار بین الاقوامی طوفانوں اور اندرونی انحطاط کے غیض و غضب کا شکار ہو جائے گا"

صدر آئزن ہاور امریکی عوام سے خطاب کر رہے ہیں اور ان کا تصور صرف امریکی قومیت تک محدود ہے اور آپ نے مخالف قوت کا جو اشارہ کیا ہے وہ روسی آمریت کی طرف ہے آپ کے خیال میں اس وقت جو خطرہ تمام دنیا خصوصاً امریکہ کو لگا ہوا ہے۔ وہ روس اور روس کے ساتھیوں کی تشدد پسندی کی وجہ سے لگا ہوا ہے ایک حد تک یہ صحیح ہے۔ آج روسی بلاک دنیا کے لئے ایک مخفی خطرہ بنا ہوا ہے۔ اشتراکیت کا تشدد اور جبری نظریہ اور اخفا آزاد دنیا کے لئے واقعی ایک سخت خطرہ ہے لیکن یہ حقیقی خطرے کا صرف ایک پہلو ہے یہ خطرہ صرف حقیقی خطرہ کی ایک شاخ ہے خواہ یہ شاخ کتنی بھی خوفناک ہو تاہم اس خطرہ کے دور ہو جانے سے دنیا اس تباہی سے نہیں بچ سکتی جس تباہی کا خطرہ مادہ پرستی اور یکطرفہ مادی ترقیوں نے آج لگا دیا ہے۔

جو علاج صدر آئزن ہاور نے بتایا ہے اس میں بے شک حقیقت پسندی کا پہلو ہے۔ اشتراکیت کی پوشیدہ طاقت کے ساتھ تصادم سے بچنے کے لئے موجودہ حالات میں فوجی اخلاقی اقتصادی اور سیاسی قوت میں فوقیت رکھنا واقعی بڑی اہمیت رکھتا ہے لیکن اس سے حقیقی خطرہ کم نہیں ہو جاتا۔ بلکہ حقیقت یہ ہے کہ اس پر بار بار زور دینے سے خطرہ اور بھی بڑھ جاتا ہے۔ کیونکہ اول تو یہ ناممکن ہے کہ ان قوتوں کا پلڑا ہمیشہ امریکہ کی طرف ہی جھکا رہے۔ دوم خود امریکہ کسی وقت اس خطرہ سے نپٹ سکتا ہے۔ اور اضطراب میں ایسی حرکات کر سکتا ہے۔ جو دشمن کے مقابلہ میں کھڑے ہو کر ایک دشمن کر سکتا ہے

دراصل یہ علاج ایسا ہی ہے جیسا کہ اس کتے نے اپنی بھوک کا علاج کیا تھا جو ایک لوہار کی دوکان پر ریتی کو چاٹ چاٹ کر اپنا ہی خون پی پی کر مزے لیتا رہا تھا یہاں تک کہ بالآخر بے ہوش ہو کر گر پڑا اور دم توڑ دیا۔ "اخلاقی قوت" کے الفاظ صدر آئزن ہاور نے مورل کے معنی میں استعمال کئے ہیں کون کہہ سکتا ہے کہ جب ریتی چاٹنے والا کتا اپنا ہی خون پی رہا تھا اس کا مورل گر گیا ہوا تھا۔ وہ تو نہایت گرم جوشی سے اپنی بھوک کا تدارک کر رہا تھا۔ اس لئے ایسی اخلاقی قوت دنیا کو اس تباہی سے نہیں بچا سکتی جو بے خدا اور یکطرفہ مادی ترقیوں کی وجہ سے آج دنیا پر منڈلا رہی ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ ایسی اخلاقی قوت یعنی مورل بھی اسی وقت کام دے سکتا ہے جب اس کی عمارت حقیقی اخلاق کی جو مذہب سے پیدا ہوتا ہے اور جس کا مرکزی وجود اللہ تعالیٰ ہے بنیاد پر قائم کی جائے بے شک مورل ایک عظیم قوت ہے۔ لیکن یہ ایسا گھوڑا ہے جس کو نیک و بد دونوں استعمال کر سکتے ہیں یہ ایک ایسی تلوار ہے جس کو حق و باطل دونوں چلا سکتے ہیں۔ یہ ایک دو طرفہ کاٹ کرنے والی تلوار ہے۔ حقیقی مورل جو انسان کو عالمگیر تباہی سے بچا سکتا ہے وہی ہے جس کو اللہ تعالیٰ پر ایمان کی چٹان پر استوار کیا جائے۔ اسلئے امریکہ ہو یا کوئی اور قوم محض فوجی اخلاقی۔ اقتصادی اور سیاسی قوت سے اپنے آپ کو یا دنیا کو تباہی سے نہیں بچا سکتے۔ یہ قوتیں تو محض ہتھیار ہیں۔ جب تک ان کے چلانے والا کوئی زبردست ہاتھ نہ ہو جو تمام دنیا میں حقیقی توازن اور امن قائم رکھ سکے۔ اس وقت تک

(باقی صفحہ پر)

ملفوظات حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ

فرمودہ ۲۵ جون ۱۹۴۶ء بعد نماز مغرب بمقام قادیان

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے یہ غیر مطبوعہ ملفوظات ہیں جنہیں صیغہ زود نویسی اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے:

موت وحیات اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے

عرض کیا گیا کہ اگر کسی بیمار سے جو قریب المرگ ہو اس کی تسلی کے لئے کہا جائے کہ آپ اچھے ہو جائیں گے فکر نہ کریں۔ تو کیا یہ جھوٹ ہے یا نہیں۔

حضور نے فرمایا:۔

ہم تو نہیں سمجھتے کہ کوئی ڈاکٹر بھی کسی بیمار کے متعلق قطعی طور پر یہ کہہ سکے کہ وہ ضرور مر جائے گا۔ بڑے بڑے خطرناک بیماروں کے متعلق ڈاکٹر کہہ دیتے ہیں کہ یہ بچ نہیں سکتے۔ مگر وہ بچ جاتے ہیں۔

اس کی کئی مثالیں ملتی ہیں

حال ہی میں ایک ایسا واقعہ ہوا ہے جو الفضل کی کوتاہی سے ابھی تک شائع نہیں ہوا گو میں نے وہ خط الفضل کو بھجوا دیا تھا۔ لاہور کے ایک مخلص احمدی تھے۔ کریم بخش صاحب پہلوان ان کا نام تھا۔ ان کی عمر سو سال سے اوپر تھی۔ لیکن اب بھی وہ اکھاڑہ میں جایا کرتے تھے۔ ایک دن اکھاڑہ میں گئے۔ تو وہاں بے ہوش ہو گئے۔ غیر احمدی جو وہاں تھے۔ انہوں نے پہلوان صاحب کی یہ حالت دیکھ کر سمجھ لیا۔ کہ وہ فوت ہو گئے ہیں۔ اور ساتھ ہی مشہور کر دیا کہ انہوں نے مرتے وقت احمدیت سے توبہ کر لی تھی اور کہہ گئے تھے کہ ساری جائداد انجمن نعمانیہ کو دے دی جائے۔ اور میرے جنازے کو کسی احمدی کا ہاتھ نہ لگنے دیا جائے۔ میں سنی مسلمان ہوں۔ چنانچہ جب احمدی وہاں لاش لینے کے لئے پہنچے۔ تو لوگوں نے لاش دینے سے انکار کر دیا۔ آخر پولیس کے ذریعہ لاش حاصل کی گئی۔ درحقیقت اس وقت تک

پہلوان صاحب زندہ تھے

اور بے ہوش تھے۔ لیکن لوگ ان کو مردہ سمجھتے تھے۔ جب ان کو اٹھوا کر گھر لایا گیا۔ گھر لانے پر کچھ سانس معلوم ہوا تو ان کے احمدی رشتہ داروں نے ڈاکٹر کو بلا کر دکھایا۔ ڈاکٹر نے بتایا کہ ان پر فالج کا شدید حملہ ہوا ہے۔ اور اب زندگی کی کوئی امید نہیں۔ اس پر احمدیوں نے دعائیں شروع کیں کہ خدا تعالیٰ ان کو اتنی مہلت دے دے کہ وہ اپنی

احمدیت کا اعلان

کر سکیں۔ چنانچہ صبح کو وہ پوری طرح ہوش میں آ گئے۔ اور انہوں نے احمدیت سے توبہ کرنے کی بے ہودہ افواہ کی تردید کی اور احمدیت پر قائم ہونے کا اعلان کیا۔ اب چند روز ہوئے کہ وہ فوت ہو گئے ہیں۔ پس کوئی شخص کسی بیمار کے متعلق نہیں کہہ سکتا کہ وہ یقینی طور پر مر جائے گا۔ ادھر رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ لکل داءٍ دواءٌ کہ ہر مرض کی دوا ہے۔ اس صورت میں مریض کو یہ کہنا کہ تم اچھے ہو جاؤ گے بالکل درست ہے۔ اور اس کے خلاف کہنا جھوٹ ہے۔

جان کنی کی تکلیف

ایک دوست نے سوال کیا کہ کیا مرتے وقت جان کنی کی تکلیف گنہگاروں کو زیادہ ہوتی ہے؟

حضور نے فرمایا

اسلام کی یہ تعلیم نہیں ہے

بلکہ یہ تعلیم تو ہندوؤں کی ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں۔ میں سمجھا کرتی تھی کہ جس کو جان کنی کی تکلیف ہو۔ وہ گنہگار ہوتا ہے۔ مگر جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی جان کنی کی تکلیف میں نے دیکھی تو میں نے سمجھ لیا کہ یہ بات غلط ہے۔ پس یہ بات کہ جان کنی کی تکلیف گنہگار ہونے کی وجہ سے ہوتی ہے۔ بالکل غلط ہے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بڑھ کر کون معصوم ہو سکتا ہے۔ آپ تو معصوم گر تھے۔ مگر یہ تکلیف آپ کو بھی ہوئی۔ دراصل

یہ تکلیف جسمانی حالت سے تعلق رکھتی ہے

کمزور بوڑھے اور دائم المریض لوگ آسانی سے جان دے دیتے ہیں۔ لیکن طاقتور جوان اور مضبوط آدمی بہت تکلیف کا اظہار کرتے ہیں۔ پس اس کا تعلق عمل سے نہیں۔ بلکہ جسم سے ہے۔ اور یہ ایسی ہی بات ہے جیسے ٹھنڈا پانی کسی مومن پر ڈالا جائے۔ یا کسی کافر پر ڈالا جائے۔ دونوں ہی ٹھنڈک محسوس کریں گے۔ پس طاقت کی حالت میں نزع کی تکلیف زیادہ محسوس ہوتی ہے

شب خون مارنا کفار کا طریق ہے

ایک دوست نے عرض کیا کہ اگر کسی کو دھوکا دینا ناجائز ہے۔ تو جنگ میں سوتے ہوئے دشمن پر حملہ کر دینا اور اپنے آپ کو تھوڑا ظاہر کرنا اور چھپائے رکھنا کس طرح جائز ہو سکتا ہے۔

فرمایا۔ اسلام میں سوتے ہوئے دشمن کو مارنا منع ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا طریق تھا کہ جب آپ جنگ کے لئے نکلتے۔ اور رات ہو جاتی۔ تو منزل مقصود کے قریب پہنچ کر ٹھہر جاتے۔ اور صبح کے وقت فرماتے اذان دو۔ اس کے بعد نماز پڑھتے۔ اور پھر

دشمن کے خلاف

آگے کی طرف کوچ کرتے۔ پس شب خون مارنا کفار کا طریق ہے مسلمانوں کا طریق نہیں۔ باقی رہا یہ سوال کہ اپنے آپ کو چھپانا یہ دھوکا نہیں۔ بلکہ اپنے آپکو محفوظ کرنا ہے دنیا میں کئی کام ایسے ہوتے ہیں۔ جو دشمن کے سامنے نہیں کئے جا سکتے۔ مگر ان کو دھوکا نہیں کہا جا سکتا۔ دھوکا وہ ہوتا ہے۔ جس میں دوسرے کا حق مارا جائے۔ اور اپنے آپ کو محفوظ کرنا دھوکا نہیں۔

ایک دوست نے عرض کیا کہ ایک شخص جو کم عقل اور بے علم ہو کیا امام الزمان کو نہ پہچاننے کی وجہ سے مواخذہ کا مورد بنے گا؟

حضور نے فرمایا۔ ایسا نہیں ہو سکتا۔ جب تک اتمام حجت نہیں ہوا اس کے لئے کوئی مواخذہ نہیں گو ظاہر میں ایسا شخص بھی انکار کرنے والے گروہ میں ہی شامل سمجھا جائے گا۔ جیسے وہ شخص جو ایمان تو لے آیا مگر اس نے کوئی عمل نہیں کیا وہ جنت میں نہیں جا سکتا مگر ایسا شخص بھی ظاہر میں ایمان لانے والے گروہ میں ہی شامل سمجھا جائے گا۔ اسی وجہ سے قیامت کے دن کئی مومن کہلانے والے دوزخ میں ڈالے جائیں گے۔ اور کئی کافر کہلانے والے جنت میں داخل کئے جائیں گے۔ کیونکہ مومن کہلانے والوں نے

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

انسان کیلئے سعی اور مجاہدہ ضروری چیز ہے

"جب تک انسان تکالیف اور شدائد نہیں اٹھاتا راحت اور آسائش نہیں پا سکتا۔ یہ شدائد دو قسم کے ہوتے ہیں۔ ایک تو وہ ہیں جو انسان خود مجاہدات کرتا ہے۔ اپنے نفس کے ساتھ جنگ کرتا ہے۔ اور اس طرح پر اکثر تکالیف میں سے ہو کر گزرتا ہے۔ اور دوسری صورت یہ ہے کہ قضا و قدر خود اس پر کچھ تکالیف نازل کر دیتی ہے۔ اور اس ذریعہ سے اسے صاف کرتی ہے۔ انسان کے لئے سعی اور مجاہدہ ضروری چیز ہے"۔

(الحکم، اگست ۱۹۰۵ء)

جماعت احمدیہ کی تبلیغی مساعی کے نتیجہ میں

حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا دین جرمنی میں برابر پھیلتا جا رہا ہے

جرمنی کے ایک کثیر الاشاعت اخبار میں شائع شدہ ایک مضمون

(از مکرم چوہدری عبداللطیف صاحب بی اے انچارج جرمنی مشن - بتوسط وکالت تبشیر - ربوہ)

خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے جرمنی میں ہمارے کام کی شہرت بڑھتی جا رہی ہے۔ جرمن پریس میں اشاعت اسلام کے سلسلہ میں کثرت سے مضامین شائع ہوتے رہتے ہیں۔ ان میں سے بعض مضامین کا خلاصہ الفضل میں احباب ملاحظہ فرما چکے ہیں۔ ایک اہم اور کثیر الاشاعت اخبار NEUE RHEINZEITUNG میں ایک خاص مضمون مسجد ہیمبرگ۔ مسجد فرینکفورٹ کا فوٹو دیکر شائع ہوا ہے۔ فرینکفورٹ مسجد کا فوٹو افتتاح کی تقریب کے نظارہ پر مشتمل ہے۔ یہ مضمون ہماری جماعت کے ایک جرمن دوست مسٹر عبداللہ نے تحریر کیا ہے۔ یہ دوست جرمنی میں بطور جرنلسٹ کام کر رہے ہیں مضمون کا خلاصہ احباب کی دلچسپی کے لئے درج ذیل ہے۔ والسلام۔ خاکسار

چوہدری عبداللطیف انچارج جرمنی مشن۔

"احمدیہ جماعت اپنی تعداد کے لحاظ سے جرمنی میں بڑھتی جا رہی ہے۔ قارئین یہ خبر نگولوں کے ایک عیسائی اخبار میں پڑھ چکے ہیں یہ خبر پڑھ کر ہمارے سامنے یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا حقیقت میں اسلام کی اشاعت کے سلسلہ میں کوئی منظم اسلامی جماعت سرگرم عمل ہے۔ جرمنی میں کئی ایک اسلامی جماعتیں موجود ہیں۔ اول اسلامی ممالک کے سفارتی احباب دوم مسلمان طلباء جو جرمنی میں تعلیم کے لئے آئے ہوئے ہیں۔ لیکن یہ احباب تبلیغی جماعت نہیں کہلا سکتے اور ان کا قیام عارضی ہوتا ہے اور یہ کوئی دیرپا اثر نہیں چھوڑتے۔ دوسرے نمبر پر پناہ گزین ہیں جو روس اور دوسرے مشرقی یورپین ممالک کو چھوڑ کر جرمنی میں آباد ہو گئے ہیں۔ ان کی ایک بڑی تعداد میونک میں آباد ہوئی ہے۔ یہ لوگ بھی جرمنی میں عارضی طور پر آباد ہوئے ہیں اور اسلام کی خدمت کے سلسلہ میں یہ کوئی خاص کام سرانجام نہیں دے رہے۔ تیسرے نمبر پر جماعت احمدیہ ہے جو وسیع اور منظم طور پر اسلام کی اشاعت کا کام سرانجام دے رہی ہے۔ اس جماعت کا ہیڈ کوارٹر ربوہ پاکستان میں ہے۔ یہ جماعت دنیا بھر میں وسیع اور منظم طور پر اسلام کی اشاعت کا کام سرانجام دے رہی ہے۔ یہ جماعت حضرت احمد (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کے ذریعہ عمل میں آئی۔ حضرت احمد علیہ الصلوٰۃ والسلام کا دعویٰ ہے کہ وہ قرآن کریم اور احادیث کی پیشگوئیوں کے مطابق مسیح موعود اور مہدی مسعود ہیں۔ ان کا پورا نام حضرت مرزا غلام احمدؑ تھا۔ اس جماعت کے قیام کے ساتھ اسلامی دنیا میں ہلچل پیدا ہوئی اور اشاعت اسلام کا کام یورپ امریکہ اور افریقہ میں کامیابی کے ساتھ بڑھتا ہوا نظر آ رہا ہے۔ جماعت احمدیہ یہ دعویٰ ہرگز نہیں کرتی کہ حضرت احمدؑ نے اسلام کے علاوہ کوئی نئی چیز دنیا کے سامنے پیش کی ہے۔ بلکہ ان کا دعویٰ صرف یہ ہے کہ وہ اسلام کی حقیقی تعلیمات اور قرآن کریم کے صحیح احکام کو دنیا کے سامنے پیش کرنے کے لئے مبعوث ہوئے ہیں۔ یہ جماعت توحید باری تعالیٰ اور رسالت حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو اکناف عالم میں پھیلانے کے لئے قائم ہوئی ہے اسی طرح نماز۔ روزہ۔ زکوٰۃ اور حج کو صحیح رنگ میں دوبارہ مسلمانوں کے دلوں میں قائم کرنا اس جماعت کا پروگرام ہے۔ یہ جماعت مساوات اسلامی کو قائم کرنے کے لئے اور امن عالم کے بارہ میں قرآنی تعلیمات کو دنیا بھر میں پھیلانے کے لئے پوری طرح کوشاں ہے۔

سنہ ۱۹۳۶ء میں جماعت احمدیہ کے موجودہ امام حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب نے تحریک جدید کی بنیاد رکھی اور جماعت کے نوجوانوں کو اسلام کی خدمت کے لئے اپنی زندگیاں وقف کرنے کی تحریک کی۔ اس پر سینکڑوں نوجوانوں نے لبیک کہا۔ اور آج اس جماعت کی مساعی کے نتیجہ میں ۴۶ اسلامی مشن - ۲۵۰ مساجد اور ۳۰ کالج دنیا کے مختلف علاقوں میں قائم ہو چکے ہیں۔ اس کام کو صحیح طور پر چلانے کے لئے پاکستان اور ہندوستان کے احمدی مسلم عدیم المثال مالی اور جانی قربانیاں کر رہے ہیں۔

آج سے دس سال قبل امام مسجد جرمنی چوہدری عبداللطیف صاحب بطور مشنری جرمنی آئے۔ اور ہیمبرگ میں پہلے اسلامی مشن کا آغاز کیا۔ جرمنی کے علاوہ وہ ڈنمارک - سویڈن اور ناروے کے کام کی بھی نگرانی کرتے ہیں۔ ۱۹۵۵ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جرمنی کا دورہ کیا۔ اور ہیمبرگ گورنمنٹ نے آفیشل طور پر ٹاؤن ہال میں انہیں دعوت دیا۔ اس موقعہ سے فائدہ اٹھاتے ہوئے حضور نے جرمنی میں اشاعت اسلام کے کام میں وسعت پیدا کرنے کے مواقع کا جائزہ لیا اور ہیمبرگ میں جلد از جلد مسجد کی تعمیر کا فیصلہ فرمایا۔ چنانچہ ۱۹۵۷ء میں ہیمبرگ میں مسجد کی تعمیر کا کام شروع ہوا اور جلد ہی یہ مسجد تعمیر ہو کر منصۂ شہود پر آ گئی۔ اس کے بعد ۱۲ ستمبر سنہ ۱۹۵۹ء کو فرینکفورٹ کے مقام پر دوسری مسجد کا افتتاح عمل میں آیا۔ یہاں سوال پیدا ہوتا ہے کہ اس اسلامی جماعت کا پروگرام کیا ہے؟ اور اپنی ترقی کے سلسلہ میں ان کی امنگیں کیا ہیں؟ اس سوال کا جواب بالکل سادہ ہے۔ وہ یہ ہے کہ ان کا مقصد رواداری۔ صلح اور امن کا قیام ہے۔ یہ جماعت مادی نظام کی خرابیوں کے قلع قمع کے لئے قائم ہوئی ہے۔ یہ جماعت مذہب کی کھوئی ہوئی روح اور توحید باری تعالیٰ کے صحیح نظریہ کو دوبارہ زندہ کرنے کے لئے عمل میں آئی ہے۔ ہم مسلمان سب دنیا کے ہمدرد ہیں۔ اور کسی کو بھی اپنا دشمن خیال نہیں کرتے۔"

الفضل سے خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیا کریں۔

دوست چندہ امداد درویشان کو یاد رکھیں!

یہ ایک اہم جماعتی ذمہ داری ہے

از حضرت مرزا بشیر احمد صاحب مدظلہ العالی

کچھ عرصہ سے (خصوصاً جب سے کہ میں ام مظفر احمد کی بیماری کے تعلق سے لاہور آیا ہوا ہوں) دفتری رپورٹ سے معلوم ہوتا ہے کہ چندہ امداد درویشان میں کافی کمی آگئی ہے جس سے مجھے اس قرآنی نکتہ کی طرف توجہ پیدا ہو رہی ہے کہ خواہ کوئی کام کیسا ہی مبارک اور اہم ہو اس کے لئے بار بار تذکر یعنی یاد دہانی کی ضرورت ہوتی ہے۔ ورنہ احباب جماعت میں غفلت پیدا ہو جانے کا اندیشہ ہوتا ہے۔

سو میں اس مختصر نوٹ کے ذریعہ تمام مخلص بھائیوں اور بہنوں کو توجہ دلاتا ہوں۔ کہ امداد درویشان کا چندہ ایک **اہم جماعتی ذمہ داری** ہے۔ جس کی طرف سے مخلصین جماعت کو کبھی غافل نہیں ہونا چاہئیے کہ جو درویش (اور وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ایک الہام کے مطابق حقیقۃً درویش ہیں) اس وقت قادیان کے مقدس مقامات کو آباد رکھنے کے لئے دھونی رمائے بیٹھے ہیں وہ دراصل اس کام میں ساری جماعت کے نمائندہ ہیں اور ان کی خدمت ایک بھاری جماعتی خدمت ہے جو یقیناً خدا کے حضور بڑے ثواب کا موجب ہے۔ کیونکہ ان میں سے اکثر بڑی تنگی کی حالت میں زندگی گذار رہے ہیں۔ پس ہمارا فرض ہے کہ اپنی طاقت اور خدائی توفیق کے مطابق ان کی امداد کریں۔ یہ امداد موجودہ حالات میں زیادہ تر دو طرح سے کی جاتی ہے:۔

(۱) اوّل جن درویشوں کے عزیز و اقارب پاکستان میں ہیں اور وہ اپنے عزیز درویشوں کی امداد سے محروم ہیں ان کی مالی امداد کا انتظام کرنا۔ جس میں بوڑھے والدین کی امداد یا بیوہ بہنوں کی امداد یا قریبی عزیزوں کی شادی کے موقعہ پر امداد یا پاکستان میں تعلیم پانے والے بچوں کی امداد وغیرہ شامل ہے

(۲) جو درویش وقتاً فوقتاً پاکستان آتے رہتے ہیں اور یہاں آکر ان میں سے اکثر قریباً قلاش ہوتے ہیں۔ ان کی پاکستان میں ضروری امداد کا انتظام کرنا تاکہ وہ ربوہ کی زیارت سے مشرف ہو سکیں اور تازہ مذہبی لٹریچر خرید سکیں اور اپنے رشتوں کے مطابق اپنے عزیزوں سے بھی ملاقات کر سکیں۔ جن میں سے بعض دور دراز کے شہروں میں آباد ہیں۔ اور ان کے پاس پہنچنا کافی اخراجات کا متقاضی ہوتا ہے۔ وغیرہ وغیرہ۔

پس میں جماعت کے مخلص اور مخیر اصحاب سے پھر ایک دفعہ اپیل کرتا ہوں کہ وہ اس اہم ذمہ داری کی طرف توجہ فرما کر ثواب دارین حاصل کریں۔ حدیث میں آتا ہے کہ من کان فی عون اخیہ کان اللّٰہ فی عونہ "یعنی جو شخص اپنے بھائی کی مدد کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی مدد میں لگ جاتا ہے" اور یہاں تو کسی عام بھائی کی امداد کا سوال نہیں بلکہ خاص حالات میں اپنے ان مخلص بھائیوں کی امداد کا سوال ہے جو ساری جماعت کی نمائندگی کرتے ہوئے قادیان کے مقدس مقامات کو آباد رکھنے کے لئے دار الامان میں دھونی رمائے بیٹھے ہیں۔

خاکسار مرزا بشیر احمد یکم اکتوبر سنہ ۱۹۶۰ء

انقلاب کے دو سال

غلام رسول طاہر بی۔ اے۔ آنرز

اگرچہ ۸ ر اکتوبر ۱۹۵۸ء کو پاکستان میں مارشل لاء نافذ ہوا لیکن اصل انقلاب ۲۷ ر اکتوبر ۱۹۵۸ء کو آیا جب فیلڈ مارشل محمد ایوب خاں نے ملک کی زمام کار اپنے ہاتھ میں لی ۲۷ ر اکتوبر ۱۹۵۸ء سے قبل پاکستان کے جو حالات تھے یہاں ان کا تذکرہ بے سود ہوگا ۲۳ ر مارچ ۱۹۵۸ء کو پاکستان میں انقلاب برپا ہونے سے تقریباً سات ماہ قبل دوسرے یوم پاکستان کے موقعہ پر امریکہ کے مشہور عالم ہفتہ وار جریدہ "ٹائم" نے پاکستان کی جو تصویر کھینچی تھی اگر اس کا مقابلہ آج کے حالات سے کیا جائے تو یوں محسوس ہوتا ہے گویا اس وقت ہماری کشتی ایک ایسے خوفناک بھنور میں پھنسی ہوئی تھی جس سے نکلنا اگر ناممکن نہیں تو مشکل ضرور تھا۔ لیکن آج ہم اپنے آپ کو بدرجہا بہتر حالات میں دیکھتے ہوئے اپنے میر کارواں پر فخر کر سکتے ہیں۔ جو ان تمام طوفان کا سینہ چیر کر ہمیں دوبارہ راہِ منزل پرلے آیا ہے۔

اس وقت "ٹائم" نے لکھا تھا "پاکستانی قوم محسوس کرتی ہے کہ وہ نہایت ذلیل ہوگئی ہے۔ حکومت زرعی اصلاحات نافذ کرنے سے قاصر ہے کیونکہ ملک میں زمیندار بہت بڑی طاقت ہیں، اس کے علاوہ یہ عام احساس ہے کہ حکومت ابھی تک کوئی بھی مسئلہ حل نہیں کر سکی۔ ایک سابق وزیر اعظم چوہدری محمد علی کے الفاظ میں یہ خیال عام پایا جاتا ہے کہ "ہم نااہل اور راشی ہیں۔ اگر کبھی کوئی ڈکٹیٹر برسر اقتدار آگیا تو یا تو ہمیں وہ جیلوں میں ٹھونس دے گا اور یا گولی مار دے گا۔ مقبولیت حاصل کرنے کے لئے یہ اس کا پہلا قدم ہوگا اور حقیقت یہ ہے کہ وہ مقبولیت حاصل بھی کرلے گا۔

اگر ہم ان الفاظ کے پس منظر میں انقلابی قیادت کے کاموں کا جائزہ لیں تو پتہ چلیگا کہ اس نے نہ صرف بیشتر ملکی مسائل کو حل کر دیا ہے بلکہ کسی سستی مقبولیت کی خاطر نہ تو "راشی" اور "نااہل" سیاستدانوں کو گولی ماری ہے اور نہ انہیں بلاکسی وزنی اور معقول وجہ کے جیلوں میں بند کیا ہے۔

انقلاب کا فوری نتیجہ سابقہ آئین کا خاتمہ تھا اور ساتھ ہی پارلیمانی طرز حکومت کا بھی۔ لیکن اس آئین کی منسوخی منطقی تھی۔ کیونکہ اس آئین کی آڑ میں لوگوں نے بہت شکار کھیلے تھے اور خود اس کے بنانے والے اس پر نیک نیتی سے کار بند نہیں رہنا چاہتے تھے۔ صدر ایوب نے اس آئین کی تنسیخ کے دوسرے دن ہی ڈھاکہ میں تقریر کرتے ہوتے اعلان کیا کہ "ہمارا مطمح نظر اس ملک میں جمہوری نظام کا قیام ہے لیکن وہ نظام ایسا ہونا چاہیئے جسے لوگ سمجھ سکیں اور چلا سکیں" ساتھ ہی صدر نے یہ بھی کہا کہ وہ "ایک کمیشن مقرر کریں گے جو ملک کے لئے موزوں آئین تیار کرے گا"۔

صدر نے زمام اقتدار سنبھالتے ہی جو کچھ کہا انہوں نے دو سال کے قلیل عرصہ میں کرکے دکھا دیا۔ بنیادی جمہوریتوں کا نظام آج ہمارے سامنے ہے۔ آئین ساز کمیشن آئین کی تیاری میں ہمہ تن مصروف ہے۔ اور توقع ہے کہ وہ اس سال کے آخر تک آئینی سفارشات پیش کر دے گا۔ اور اگلے سال ملک میں عام انتخابات ہو جائیں گے اور پارلیمنٹ معرض وجود میں آجائے گی۔

ٹائم نے لکھا تھا کہ "حکومت زرعی اصلاحات نافذ کرنے سے قاصر ہے۔ کیونکہ ملک میں زمیندار بہت بڑی طاقت ہیں۔" انقلابی قیادت نے "بہت بڑی طاقت" کی موجودگی میں زرعی اصلاحات نافذ کردی ہیں۔ ان زرعی اصلاحات کے نفاذ سے حکومت کو تقریباً تیس لاکھ ایکڑ اراضی حاصل ہوئی۔ اور ایک لاکھ مزارع مالک بن گئے۔ حکومت نے جاگیروں پر بھی قبضہ کر لیا جن کا قطعاً کوئی معاوضہ نہیں دیا گیا۔ انقلابی قیادت کا یہ کارنامہ ایسا ہے جو عام حکومتوں سے پچاس سال میں بھی ممکن نہ تھا۔ اور جس کے لئے اس کی جتنی بھی تعریف کی جائے کم ہے۔

بحالیات کا کام پچھلے گیارہ سال سے لٹک رہا تھا۔ انسان دوستی کا تقاضا تھا کہ بے خانماں لوگوں کو جلد از جلد بسا دیا جائے لیکن صاحب اقتدار حضرات کی مصلحتیں کچھ اور کہتی تھیں۔ اب یہ کام تکمیلی مراحل میں ہے۔ اور توقع ہے کہ یہ کام اسی سال ختم ہو جائے گا۔

ملک میں، رشوت، سفارش، اقربا پروری، ذخیرہ اندوزی اور منافع خوری ایسی سماجی برائیاں عام تھیں۔ انقلاب کے چند مہینوں بعد ہی یہ چیزیں عنقا ہوگئیں۔ حکومت نے سماج دشمن عناصر کی کڑی نگرانی اور سرکوبی کی انتظامیہ کی تطہیر کی اور فوجی عدالتیں قائم کرکے سماج دشمن عناصر کو سخت سزائیں دیں۔ اور ملک کو خون چوسنے والی ان جونکوں سے نجات دلا دی۔

انقلابی قیادت نے ہر میدان میں بہترین کام کیا ہے۔ خوراک کا مسئلہ ہی لیجئے۔ گندم جو دیس کی سب سے بڑی فصل ہے۔ ان دنوں بھی کھانے کو نہ ملتی تھی۔ جب تازہ فصل بازار میں آتی تھی۔ مقام مسرت ہے کہ آج کوئی کنٹرول بھی نہیں اور بازاروں میں گندم موجود ہے۔ لیکن خریدار نہیں ہیں۔ کیا انقلاب سے قبل بھی ایسا ہونا ممکن تھا؟

انقلابی قیادت نے زندگی کے سارے شعبوں کو لیا اور ان میں سے گندگیاں پاک کیں نئے کمیشن بٹھائے اور ان کی سفارشات کے پیش نظر اصلاحات کیں۔ تعلیمی کمیشن، قانون کمیشن، انتظامیہ کی تنظیم نو کا کمیشن، سائنس کمیشن، پے کمیشن، زراعت خوراک کمیشن، پولیس کمیشن، کمپنی لاز کمیشن، قیمتوں پر کنٹرول کا کمیشن اور آئین کمیشن مقرر کئے گئے ان میں سے پہلے چار کمیشن اپنی سفارشات پیش کر چکے ہیں۔ پہلے تین کمیشن کی سفارشات کو حکومت نے منظور بھی کر لیا اور ان کو عملی جامہ پہنایا جا رہا ہے۔ سائنس کمیشن نے چند روز قبل اپنی سفارشات صدر مملکت کو پیش کیں تھیں توقع ہے کہ اس سال کے آواخر یا آئندہ کے آغاز تک باقی کمیشن بھی اپنی سفارشات پیش کر دیں گے۔ اور ان کے نفاذ سے ملک بجا طور پر ترقی کی راہ پر گامزن ہو جائے گا۔

حکومت نے جہاں انتظامیہ کی تطہیر کی وہاں سابق سیاسیئن کی تطہیر بھی ضروری خیال کی ایبڈو اور پوڈو کے قوانین کے تحت سابق سیاسیئن کے خلاف بدعنوانیوں کی تحقیقات کی گئی اور صوبائی اور مرکزی ٹریبونل مقرر کر دئے گئے۔ تاکہ سابقہ سیاستدانوں کو اپنی صفائی کا موقع مل سکے۔ عوامی مطالبے کے برعکس ان سیاست دانوں کو الزامات ثابت ہونے کی صورت میں بھی حکومت نے کوئی سزا نہیں دی بلکہ چھ سال کے لئے سیاسی زندگی سے سبکدوش کر دیا ہے۔ بلکہ الزامات کی فہرست مہیا کرنے کے بعد ان کو اس امر کی بھی اجازت دی گئی ہے۔ کہ وہ اگر از خود سیاسی زندگی سے کنارہ کش ہونا چاہیں تو بھی ہو سکتے ہیں۔ اور ان کے خلاف کوئی قدم نہیں اٹھایا جائے گا انقلابی قیادت کے پیش نظر صرف اصلاح احوال تھی۔ کسی قسم کی سختی یا جبر مقصود نہیں تھا۔ ایبڈو کے تحت آنے والے سیاست دانوں کو الزامات ثابت ہو جانے پر بھی سزا نہ دینا آخر کیا ثابت کرتا ہے؟

اندرون ملک ان اقدامات سے بیرونی ملکوں میں ہمارے وقار میں بہت زیادہ اضافہ ہوا۔ ہماری خارجہ پالیسی میں اگرچہ کوئی تبدیلی نہ ہوئی۔ لیکن ہم نے بین الاقوامی مسائل کو حل کرانے میں ایک باوقار قوم کی طرح حصہ لیا۔ الجزائر میں ہم نے کھل کر الجزائری قوم پرستوں کی حمایت کی حالانکہ اس کے مقابلہ میں فرانس کئی معاہدوں میں ہمارا حلیف ہے فلسطین کے معاملہ میں ہماری ہمدردیاں پوری کی پوری عربوں کے ساتھ ہیں۔

اردن کے شاہ حسین اور وزیر اعظم ظلہونی نے کھلے الفاظ میں مسئلہ کشمیر میں پاکستان کی حمایت کی ہے۔ عراق اگرچہ اب ہمارے ساتھ کسی معاہدے میں شریک نہیں لیکن جنرل قاسم اور وزیر خارجہ ہاشم جواد نے پاکستان کے متعلق جو الفاظ کہے ہیں۔ وہ ایک نہایت قریبی اور عزیز دوست ہی کہہ سکتا ہے مسئلہ کشمیر پر ان دونوں ملکوں کے مدبرین کے خیالات نے ہندوستان کے دفتر خارجہ میں ہلچل مچا دی ہے۔ مصر کے صدر جناب جمال عبدالناصر نے تو اپنے حالیہ دورہ ہند و پاک میں نہ صرف مسئلہ کشمیر کا ذکر کیا۔ (جسے ہندوستان مسئلہ ماننے کے لئے تیار ہی نہ تھا) بلکہ اسے خیر سگالی کے جذبات کے ساتھ حل کرنے کا بھی مشورہ دیا۔ اب مصر کے ساتھ ہمارے نہایت دوستانہ تعلقات ہیں ہمارے صدر محترم مستقبل قریب میں مصر کا سرکاری دورہ کر رہے ہیں۔

روس کے ساتھ بھی ہمارے تعلقات بہتر ہوتے جا رہے ہیں۔ حال ہی میں فنی ماہرین کا روسی وفد پاکستان آیا تھا۔ جس نے تیل اور معدنیات کے وسائل کو ترقی دینے کے لئے اپنی سفارشات حکومت کو پیش کیں۔ اس وفد نے تقریباً چھ ہفتہ پاکستان میں قیام کیا۔ اس قسم کے فنی سمجھوتے جہاں ایک طرف ملکوں کے درمیان شکوک و شبہات کی دیواریں ہٹاتے ہیں۔ وہاں ایک دوسرے کے نقطہ نگاہ کو سمجھنے میں بھی مدد دیتے ہیں۔

ہندوستان سے ہمارے تعلقات جو کہ پہلے بے حد کشیدہ تھے بہت دوستانہ ہو گئے ہیں۔ نہری پانی کا جو جھگڑا پچھلے گیارہ سال سے چل رہا تھا۔ بخیر و خوبی طے پاگیا۔ پنڈت نہرو نے جو کہ نہری پانی کے سمجھوتے پر دستخط کرنے کے لئے پاکستان آئے تھے۔ صدر پاکستان سے دوسرے مسائل پر بھی جن میں مسئلہ کشمیر بھی شامل ہے۔ گفتگو کی آئندہ سال صدر پاکستان ہندوستان کا دورہ کر رہے ہیں۔ یقین رکھنا چاہیئے کہ دورہ کے خاطر خواہ نتائج نکلیں گے۔

انقلاب کے ان دو سالوں میں پاکستان نے معاشی اور اقتصادی طور پر بھی بے پناہ ترقی کی ہے۔ انقلاب کے نفاذ سے قبل پاکستان کا خزانہ غیر ملکی زر مبادلہ سے خالی تھا (باقی صفحہ پر)

اسکولوں اور کالجوں میں "شہری دفاع" کی تعلیم کی اہمیت

(از ایم۔ ایم عنایت اللہ صاحب، پبلسٹی آفیسر۔ سول ڈیفنس۔ پاکستان)

شہری دفاع کی تعلیم و تربیت کے اصولوں کو تعلیمی اداروں کی وساطت سے مقبول عام بنانا عصر حاضر کا ایک نہایت ہی اہم مسئلہ ہے جو ہماری موجودہ حکومت کی توجہ کا پورے طور پر مستحق ہے۔

یہ ایک حقیقت ہے کہ دنیا کا کوئی ملک کسی طرح بھی ہمیشہ کے لئے جنگ کے امکانات اور اس کی تباہ کاریوں سے محفوظ و مصئون نہیں رہ سکتا۔ جدید ہلاکت خیز ایجادات اور جوہری فضائی حملوں کی قیامت خیزیوں نے انسانی زندگی کے تمام زاویوں کو قطعی طور پر بدل ڈالا ہے۔ اس لئے ہمیں چاہیئے کہ ہم اپنے حفاظتی مقصد ہوں۔ طرز زندگی اور باہمی تعاون کی بنیادوں کا نئے سرے سے جائزہ لیں

موجودہ حالات میں پاکستان کے ہر شہری کے لئے شہری دفاع کی تعلیم و تربیت حاصل کرنا از بس ضروری ہے۔ بچوں اور نوجوانوں میں اخذ و قبول کا مادہ زیادہ ہوتا ہے۔ اور ملک کے تعلیمی ادارے اور درسگاہیں اس سلسلہ میں ایک نہایت اہم اور روشن کردار ادا کر سکتے ہیں۔ تعلیمی اداروں کے ناظم اور اساتذہ کا فرض ہے کہ وہ عالمی حالات کا جائزہ لیتے ہوئے شہری دفاع کی منصوبہ بندی اور عملی اقدام میں بیش از بیش حصہ لینے کی کوشش کریں۔

سکولوں اور کالجوں میں جو طلباء تعلیم حاصل کرتے ہیں انہیں شہری دفاع کی تعلیم و تربیت دینا نہایت آسان ہے لہٰذا ہر درسگاہ کے منتظمین کو چاہیئے کہ وہ اس ضروری امر کی طرف اپنی پوری توجہ مبذول فرمائیں تاکہ ہر طالب علم جو کسی ادارے سے فارغ التحصیل ہو کر نکلے وہ شہری دفاع کی تعلیم و تربیت سے پوری طرح آراستہ ہو

شہری دفاع کی تعلیم و تربیت کے سلسلہ میں تمام تعلیمی اداروں کے لئے ضروری ہے کہ ان کی تنظیم شہری دفاع بلحاظ اپنی منصوبہ بندی اور لائحہ عمل مقامی تنظیم شہری دفاع کے ساتھ پوری مطابقت رکھتی ہو اور اصولی طور پر وہ مقامی تنظیم ہی کا ایک جزو ہو نیز منصوبہ بندی کے وقت ہر ادارہ کے ناظموں اور اساتذہ کو شہری دفاع کے تمام افادی پہلوؤں کو پیش نظر رکھنا چاہیئے۔

شہری دفاع کا تعلق چونکہ ہر شہری سے ہے اس لئے اس کی تعمیری حیثیت کی اہمیت کا کسی طرح بھی انکار نہیں کیا جا سکتا۔ سکولوں اور کالجوں میں تعلیم حاصل کرنے والے طلباء ہماری ملت کا ایک نہایت ہی قیمتی عنصر ہیں اور مستقبل میں ملکی و قومی ذمہ داریوں کی عنان انہی کے ہاتھوں میں منتقل ہونی ہے اس لئے خدمت عوام کا جذبہ ان میں پوری طرح ابھرنا چاہیئے۔ تنظیم شہری دفاع اس جذبہ کی ایک قومی محرک ہے لہٰذا ہر تعلیمی ادارہ چاہے وہ حکومتی ہو یا غیر حکومتی خواہ کسی جماعت یا فرقہ سے متعلق ہو۔ اس کے لئے ضروری ہے کہ وہ اپنے دائرہ اختیار میں شہری دفاع کی تعلیم و تربیت کا انتظام کرے اور اپنے نظام الاوقات میں اس کے لئے ایک خاص وقت کا تعین کرے

اس امر کو پیش نظر رکھنا ضروری ہے کہ طلباء کو شہری دفاع کی تعلیم و تربیت اسی صورت میں دی جا سکتی ہے۔ جب کہ اساتذہ خود شہری دفاع کی تعلیم و تربیت حکومت کے قائم کردہ تربیتی اداروں میں باقاعدہ طور پر حاصل کر چکے ہوں۔ جن اداروں میں ابھی ایسے افراد مہیا نہ ہو سکیں۔ انہیں طلباء کی تعلیم و تربیت کے لئے مقامی شہری دفاع کی تنظیم سے رجوع کرنا چاہیئے۔

تعلیمی اداروں میں جب طلباء اپنی ذاتی اور دوسروں کی حفاظت و امداد کی بنیادی تعلیم و تربیت حاصل کر لیں گے تو وہ ہنگامی حالات میں اپنی ذات پر بھروسہ کرنا سیکھ جائیں گے۔ علاوہ ازیں شہری دفاع کی مقامی تنظیمات میں بھی ان کی رضاکارانہ خدمات سے فائدہ اٹھا سکیں گے۔

مقامی تنظیم شہری دفاع کے کارکنوں کو چاہیئے کہ وہ شہری دفاع کی نشوونما کے لئے ماہرین تعلیم کی خدمات سے فائدہ اٹھانے کی کوشش کریں۔ کیونکہ یہ ایک ایسا عنصر ہے جو نہایت آسانی کے ساتھ شہری دفاع کی بنیادی تعلیم تربیت قوم کے نوجوانوں کو دے سکتا ہے۔

شہری ہونے کی حیثیت سے تعلیمی اداروں کے اساتذہ کا بھی نہایت اہم فرض ہے۔ کہ وہ شہری دفاع کے رضاکاروں اور عوام کو "شہری دفاع" کی منصوبہ بندی کے سلسلہ میں ہر ممکن مدد دینے سے دریغ نہ کریں اور اپنی خداداد صلاحیتوں اور قابلیت سے دوسروں کو فائدہ پہونچائیں حکومت اور تنظیم شہری دفاع ان کے اس جذبہ کو بنظر استحسان دیکھے گی اور قدر کرے گی

سکولوں اور کالجوں اور دوسری درسگاہوں میں شہری دفاع کی تنظیم کا قیام اس لئے بھی ضروری ہے کہ یہ ادارے کسی طرح بھی دشمن کے فضائی حملوں سے محفوظ نہیں رکھے جا سکتے۔

پرل ہاربر PEARL HARBOVR پر جب جاپان کے طیاروں نے حملہ کیا تھا تو کئی تعلیمی ادارے ان کی زد میں آکر تباہ و برباد ہو گئے تھے اور نقصان جان بھی کافی ہوا تھا اس لئے مملکت پاکستان کی حدود میں ہر تعلیمی ادارہ کے لئے ہنگامی حالات میں یہ خطرہ موجود ہے جس سے بچنے کے لئے قبل از وقت تیاری کی ضرورت ہے۔

علاوہ ازیں جب دشمن جنگ کی دھمکیاں دیتا ہے یا اعصابی جنگ شروع کر دیتا ہے۔ اور عام بھرتی کا اعلان کرتا ہے تو ملک کے بچوں کی حفاظت کا مسئلہ نہایت اہم اور نازک صورت اختیار کر لیتا ہے اس لئے ان مسائل کو حل کرنے کے لئے یہ ضروری ہے کہ تعلیمی اداروں کے منتظمین "شہری دفاع" کی تعلیم و تربیت تنظیم اور لائحہ عمل سے پوری طرح واقف ہوں۔

اس میں شک نہیں کہ ہر درسگاہ اپنے محل وقوع کے لحاظ سے ایک دوسرے سے قطعی طور پر مختلف ہے اس لئے یہ مقامی تنظیم کا فرض ہے کہ وہ بوقت ضرورت ان اصولوں پر عمل کریں جو ان کے حالات کے مطابق ہوں۔ ملک کے مختلف حصوں کے تعلیمی اداروں میں ملحاظ نوعیت بہت بڑا فرق موجود ہے مثلاً دیہاتی اور شہری درسگاہیں ہر لحاظ سے ایک دوسرے سے مختلف ہیں اس لئے ایسے دفاعی اصولوں کا مطلب وضع کرنا جو ہر ادارہ پر منتطبق ہو سکیں ناممکن ہے بعض درسگاہیں ایسی ہیں جنہیں شہری دفاع کی خدمات کی امداد با آسانی حاصل ہو سکتی ہے اور وہ ان خدمات پر بھروسہ بھی کر سکتے ہیں۔ لیکن بعض درسگاہیں اپنے محل وقوع کے لحاظ سے ایسے مقامات پر ہیں جہاں شہری دفاع کی خدمات کا پہونچانا یا ان کی باقاعدہ تشکیل سخت مشکل ہے۔ اس لئے انہیں شہری دفاع کے معاملہ میں خود مکتفی ہونا پڑے گا اور ایسی درسگاہوں کے ان طلباء کو شہری دفاع کی مکمل تعلیم و تربیت دینی لازمی ہوگی جو اپنی عمر اور صحت کے لحاظ سے دفاعی خدمات کے انجام دینے کی اہلیت رکھتے ہیں اور اگر خوش قسمتی سے ایسی درسگاہوں کے قریب کہیں شہری دفاع کی باقاعدہ تنظیم موجود ہو تو اس تنظیم کے ساتھ ان کا ربط و ضبط نہایت ضروری ہے۔

اگر پاکستان کے تمام تعلیمی ادارے "شہری دفاع" کی تعلیم و تربیت کو عام تعلیم کی طرح شروع کر دیں اور اس تنظیم کو ایک ترقی یافتہ تنظیم بنانے کی کوشش کریں تو ہمیں یقین کامل ہے کہ وہ حالت امن اور ہنگامی حالات میں ملت کا ایک بہترین سرمایہ ثابت ہوں گے۔ اور ان تمام خطرات اور نقصانات سے محفوظ رہیں گے جن کا شہری دفاع کی عدم موجودگی میں پیش آنا ناگزیر ہے۔

ادائیگی زکوٰۃ اموال کو بڑھاتی ہے

لیڈر

بقیہ صـ ۲

خود یہ ہتھیار خطرے سے خالی نہیں ہیں بلکہ ایسے ہیں جیسے کہ دیوانے کے ہاتھ میں تلوار یا اندھے کے ہاتھ میں لاٹھی۔ یہ زبردست ہاتھ روحانی قوت ہے جو اللہ تعالیٰ پر محکم ایمان سے ہی پیدا ہو سکتی ہے۔

ہمارا ایمان ہے کہ دنیا اس تباہی سے ضرور بچا لی جائے گی مگر اس کو بچانے والا وہی ہے جس نے یہ دنیا پیدا کی ہے۔ جس نے مادہ میں وہ قوتیں رکھی ہیں جن کو حاصل کر کے یہ اقوام فخر کر رہی ہیں۔ اور ڈر رہی ہیں۔ انسان کو آج اپنے آپ سے ڈر لگ رہا ہے۔ اس ڈر سے اس کو اللہ تعالیٰ ہی بچا سکتا ہے اور یقیناً وہ بچائے گا۔ وہ دنیا پر ضرور اپنا موجود ہونا ثابت کرے گا۔

گمشدہ لڑکے کی تلاش

میرا لڑکا بشارت احمد جو بہرا اور گونگا ہے ۷ راکتوبر کی شام سے لاپتہ ہے۔ حلیہ یہ ہے عمر آٹھ نو سال رنگ گندمی ننگے سر۔ چار خانہ قمیص اور نالے والی نکر پہنے ہوئے ہے ربوہ۔ برف۔ بوتل اور اللہ کے الفاظ لکھ اور پڑھ سکتا ہے احباب جماعت اور بالخصوص شہری جماعتوں کے خدام و اطفال اس کی تلاش میں میری مدد فرمائیں مساجد میں بھی اعلان کروائیں۔ سٹیشنوں اور بازاروں اور محلوں میں بھی پتہ کرائیں خیال ہے کہ گاڑی کے ذریعے کراچی، لپٹ دریا یا لاہور کی طرف کہیں چلا گیا ہے اگر کہیں ملے تو اسے روک کر فوراً اطلاع دیں ہر قسم کے اخراجات ادا کر دیئے جائیں گے انشاء اللہ

(پتہ: محمد عبداللہ برف والے) معرفت خورشید احمد اسسٹنٹ ایڈیٹر الفضل ربوہ

وصایا

ذیل کی وصایا بامنظوری سے قبل شائع کی جارہی ہیں اگر کسی صاحب کو ان وصایا میں سے کسی وصیت کے متعلق کسی جہت سے اعتراض ہو تو دفتر بہشتی مقبرہ ربوہ کو ضرور مع تفصیل کے ساتھ مطلع فرمائیں۔

(سیکرٹری مجلس کارپرداز۔ ربوہ)

نمبر ۱۵۷۴۲:- میں محمد عثمان چو چن۔ سی چینی ولد چو۔ سو فو قوم چو۔ پیشہ واقف زندگی عمر ۴۴ سال تاریخ بیعت ۱۹۵۶ء ساکن ربوہ ڈاکخانہ خاص ......ضلع جھنگ صوبہ مغربی پاکستان بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۴/۴ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

میری موجودہ جائیداد کوئی نہیں۔ میرا گذارہ میری ماہوار آمد پر ہے جو مجھے مبلغ ۸۱/- روپے تحریک جدید ربوہ کی طرف سے ملتے ہیں۔ اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں۔ میں تازیست اپنی آمد کا ۱/۱۰ حصہ داخل کرتا رہوں گا۔ میری وفات کے وقت جو میری جائیداد ثابت ہو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ پر یہ وصیت حاوی ہوگی۔ ربنا تقبل منا انک انت العلیم الخبیر

العبد محمد عثمان چو چن سی واقف زندگی تحریک جدید ربوہ حال کوئٹہ

گواہ شد ماسٹر عطا محمد ٹیچر جامعہ احمدیہ ربوہ حال وارد کوئٹہ ۲۵/۴

گواہ شد۔ شیخ محمد حنیف امیر جماعت احمدیہ کوئٹہ ۲۴-۲-۲۰

نمبر ۱۵۸۲۳:- میں زینب بی بی۔ بیوہ عبدالرحمن صاحب قوم جٹ پیشہ ملازمت عمر ۴۲ سال۔ تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن ربوہ محلہ باب الابواب ضلع جھنگ صوبہ مغربی پاکستان بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۹۶۰ء حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔

میری کوئی غیر منقولہ جائیداد نہیں ہے۔ چونکہ خاوند فوت ہو چکا ہے اور مہر وغیرہ اس کی زندگی میں وصول کر کے خرچ کر چکی ہوں۔ میرے پاس اس وقت کوئی جائیداد بصورت زیور وغیرہ بھی نہیں۔ البتہ میں اس وقت سلائی سکول ربوہ میں ملازم ہوں اور مجھے وہاں سے ۲۵/- روپے ماہوار تنخواہ ملتی ہے۔ میری اپنی ماہوار آمد جو بھی ہوگی اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتی ہوں۔ آئندہ انشاء اللہ تعالیٰ اسے باقاعدگی سے یہ چندہ ادا کرتی رہوں گی۔ اس کے علاوہ میری وفات پر اگر کوئی اور جائیداد ثابت ہو تو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ اگر میں پیدا کردہ جائیداد کا حصہ جائیداد کی مد میں خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان میں جمع کرا کر رسید حاصل کر لوں تو وہ رقم حصہ جائیداد سے منہا کر دی جائے گی۔ والسلام

الامۃ نشان انگوٹھا زینب بی بی بیوہ عبدالرحمن صاحب محلہ باب الابواب ربوہ۔

گواہ شد۔ علی اکبر نائب ناظر تعلیم۔ محلہ باب الابواب۔ ربوہ

گواہ شد۔ عبدالرحمن بی۔اے۔بی۔ٹی صدر محلہ باب الابواب۔ ربوہ

نمبر ۱۵۸۲۴:- میں سلیمہ بیگم زوجہ مسعود احمد صاحب دہلوی قوم راجپوت (قریشی) پیشہ خانہ داری عمر ۳۹ سال۔ تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن دارالصدر شرقی ربوہ ضلع جھنگ صوبہ مغربی پاکستان بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۳۱ جولائی ۱۹۶۰ء حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔

میری موجودہ جائیداد صرف دس مرلہ اراضی سکنی واقعہ محلہ دارالرحمت غربی بالمقابل مکان پروفیسر بشارت الرحمن صاحب ایم۔اے ہے جو مجھے اپنے خاوند کی طرف سے بعوض مہر مبلغ ایک ہزار روپیہ دی گئی ہے جو میری ملکیت ہے۔ میں اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتی ہوں۔ اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ میں بمد حصہ جائیداد داخل کروں یا جائیداد کا کوئی حصہ انجمن کے حوالہ کر کے رسید حاصل کر لوں تو ایسی رقم یا ایسی جائیداد کی قیمت حصہ جائیداد وصیت کردہ سے منہا کر دی جائے گی۔ اگر اس کے بعد کوئی جائیداد پیدا کروں یا آمد کا کوئی ذریعہ پیدا ہو جائے تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ نیز میری وفات پر میرا جو ترکہ ثابت ہو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔

الامۃ۔ سلیمہ بیگم بقلم خود

گواہ شد عبدالرحمن انور۔ ربوہ ۳۱/۷

گواہ شد مسعود احمد بقلم خود خاوند موصیہ محلہ دارالصدر شرقی ربوہ ۳۱/۷

نمبر ۱۵۸۳۳:- میں رحمت النساء زوجہ چوہدری محمد اسحٰق صاحب قوم مغل پیشہ خانہ داری عمر ۳۵ سال تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن ربوہ حال کہوٹہ ضلع راولپنڈی صوبہ مغربی پاکستان بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۲ اگست ۱۹۶۰ء حسب ذیل وصیت کرتی ہوں

میری موجودہ جائیداد حسب ذیل ہے۔ حق مہر مبلغ یک ہزار روپیہ ہے اس میں سے وصول مصبوغ زیور وزنی دو تولے قیمت دو صد روپیہ میرے پاس ہے۔ باقی حق مہر ۸۰۰/- روپے بذمہ خاوند ہے۔ اس کے علاوہ ایک عدد مشین سلائی ۱۹۳/- روپے بھی میرے پاس ہے۔ کل میزان ۱۱۹۳/- روپے بنتی ہے جو میری ملکیت ہے۔ میں اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ ربوہ کرتی ہوں۔ اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم خزانہ صدر انجمن احمدیہ ربوہ میں بمد حصہ جائیداد داخل کروں یا جائیداد کا کوئی حصہ انجمن کے حوالہ کر کے رسید حاصل کر لوں تو ایسی رقم یا ایسی جائیداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کر دی جائے گی۔ اگر اس کے بعد کوئی اور جائیداد پیدا کروں یا آمد کا کوئی اور ذریعہ پیدا ہو جائے تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز ربوہ کو دیتی رہوں گی اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ نیز میری وفات پر جو ترکہ ثابت ہو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔

تفصیل: حق مہر مبلغ آٹھ صد روپیہ (بذمہ خاوند) زیور کانٹے طلائی وزنی ایک تولہ قیمت ۱۰۰/- انگوٹھی دو عدد طلائی وزن ایک تولہ ۱۰۰/- روپیہ۔ کپڑے سینے کی مشین ایک عدد قیمت ۱۹۳/- روپے میزان کل ۱۱۹۳/- روپے

راقم الحروف محمد اسحٰق خاوند موصیہ۔

الامۃ رحمت النساء زوجہ چوہدری محمد اسحٰق حال کہوٹہ ضلع راولپنڈی۔

گواہ شد۔ محمد اسحٰق خاوند موصیہ

گواہ شد۔ سید ولایت شاہ انسپکٹر وصایا

دعائے مغفرت

خاکسار کی والدہ محترمہ حسین بی بی صاحبہ زوجہ مستری رحم علی صاحب مرحوم سکنہ کھاریاں ضلع گجرات ۱۱ اکتوبر ۱۹۶۰ء کو دن کے ۱/۲ ۱۱ بجے چند یوم بیمار رہ کر وفات پا گئیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحومہ نہایت نیک اور مخلص تھیں۔ بفضلہ تعالیٰ موصیہ تھیں اور تازیست محنت و مشقت کر کے بھی چندہ وصیت باقاعدگی سے ادا کرتی رہیں۔ بہت زیادہ عبادت گذار اور دعا گو تھیں۔ سلسلہ کے کاموں سے بہت دلچسپی رکھتی تھیں اور حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ والہانہ محبت رکھتی تھیں۔ باوجود ناسازی حالات اور صحت کی کمزوری کے سالانہ جلسوں میں قادیان اور ربوہ پہنچنا اپنے اوپر فرض کر رکھا تھا اور مقامی طور پر بھی لجنہ اماء اللہ کے کاموں میں اپنی ہمت اور طاقت سے بڑھ کر حصہ لیتیں۔ احباب جماعت سے التجا ہے کہ مرحومہ کی مغفرت اور بلندی درجات کے لئے دعا فرمائیں اور جنازہ غائب پڑھ کر عند اللہ ماجور ہوں۔

(برکت علی ولد حسین بی بی مرحومہ سکنہ کھاریاں ضلع گجرات)

انقلاب کے ۲ دو سال

(بقیہ صفحہ ۵)

آج ہمارے خزانہ میں یہ ذخائر قابل رشک حد تک ہیں۔ دوسرے پنجسالہ منصوبہ پر کام تیزی سے جاری ہے اور ملک کے چیدہ چیدہ نو ضلعوں میں ماڈل زرعی سکیم جاری کی گئی ہے جس سے غذائی پیداوار میں ۳۴ فیصد اضافہ ہو جائے گا۔

پاکستان کی ۸۵ فیصد آبادی کو جو دیہات میں بس رہی ہے دور جدید کے تقاضوں سے آشنا کرنے کے لئے قومی ترقیاتی تنظیم کا قیام عمل میں لایا گیا ہے۔ جس کے کارکن گاؤں گاؤں اور گھر گھر جا کر ترقی علم اور عمل کا پیغام دے رہے ہیں۔ وہ دیہات جو برسوں سے فرسودہ رسوم کی بیڑیوں میں جکڑے ہوئے تھے اب آہستہ آہستہ آزاد ہو رہے ہیں! وہ ملک کی تعمیر و ترقی میں بڑھ چڑھ کر حصہ لے رہے ہیں۔

انقلاب کے ان دو سالوں میں پاکستان نے جو ہمہ جہتی ترقی کی ہے۔ اس کی تفصیل کے لئے ایک دفتر درکار ہوگا۔ لیکن اس سرسری جائزہ سے بھی پتہ چلتا ہے۔ کہ اب ہم ایک زندہ اور فعال قوم ہیں اور زندگی کے میدان میں کسی دوسری قوم سے کم نہیں +

درخواست دعا

بعض عزیزان کی پریشانی کی وجہ سے ہمارا سارا خاندان متاثر ہے نیز میرا اپنا خود محکمانہ ترقی کا امتحان عنقریب ہونے والا ہے احباب سلسلہ عالیہ اور درویشان قادیان خاص طور پر پریشانیوں کے جلد دور ہونے اور میری کامیابی کیلئے دعا فرمائیں۔

(عبدالحفیظ خان بی۔اے سلطانپورہ لاہور)

بنیادی جمہوریتوں کو دیوانی اور فوجداری عدالتوں کے اختیارات دینے کی تجویز

"حکومت سنجیدگی سے غور کر رہی ہے" گورنر مغربی پاکستان کا اعلان

ڈیرہ اسماعیل خان ۱۷ اکتوبر۔ ملک امیر محمد خاں گورنر مغربی پاکستان نے بنیادی جمہوریتوں کے ارکان کو مشورہ دیا ہے کہ وہ اپنے آپ کو قوم کی خدمت کے لئے وقف کر دیں آپ نے کہا کہ اس وقت اس کی سخت ضرورت محسوس کی جا رہی ہے کیونکہ حکومت اب اس سوال پر سنجیدگی کے ساتھ غور کر رہی ہے کہ بنیادی جمہوریتوں کو دیوانی اور فوجداری عدالتوں کے کچھ اختیارات دے دیئے جائیں تاکہ وہ اپنے اپنے علاقوں کے عوام کے چھوٹے موٹے جھگڑے چکا دیا کریں اس سے عوام کو یہ فائدہ پہنچے گا۔ کہ انہیں عدالتوں میں خرچ ہونیوالی رقوم سے محروم نہ ہونا پڑے گا اور ساتھ ہی انکا وقت بھی ضائع ہونے سے بچ جایا کرے گا گورنر مغربی پاکستان آج صبح ڈیرہ اسماعیل خان میں سوال و جواب کی ایک کانفرنس میں بیان دے رہے تھے۔

آپ نے کہا پاکستان کے عوام کے اقتصادیات کا زیادہ تر دارومدار زراعت پر ہے پاکستان بنیادی طور پر زراعتی ملک ہے اگر اس ملک کے زراعت پیشہ لوگوں کے لئے سہولتیں بہم نہ پہنچائی گئیں یا ان کی حالت سدھارنے کی دل سے کوئی کوشش نہ کی گئی تو اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ ملک کا سارا اقتصادی ڈھانچہ ناکارہ ہو جائے گا آپ نے کہا پاکستان یہ برداشت نہیں کر سکتا کہ وہ غیر محدود عرصے تک باہر سے غلہ درآمد کرتا رہے ضرورت اس امر کی ہے کہ ملک کے وسائل کو ترقی دیکر ملک میں اتنا غلہ پیدا کیا جائے جو پاکستانی عوام کی خوراک کی ساری ضروریات پوری کر سکے اور پاکستان کو دوسرے ملکوں کی احتیاج سے نجات دلائے۔ آپ نے کہا اگر زراعت پیشہ لوگوں کیلئے آبپاشی کی سہولتیں پیدا کر دی جائیں۔ ان کے لئے دوسرا ضروری ساز و سامان بہم پہنچا دیا جائے تو کوئی وجہ نہیں کہ ہم پاکستان کو غلے کے لحاظ سے خود کفیل بنانے میں کامیاب نہ ہوں آپ نے کہا یہ درست ہے کہ زمیندار کو فرصت کے اوقات میں چھوٹی اور گھریلو صنعتوں کی طرف توجہ دینی چاہیئے لیکن اس کا سب سے بڑا فرض یہ ہے کہ وہ ملک کے لئے غلہ فراہم کرے۔ آپ نے کہا حکومت ضلع ڈیرہ اسماعیل خان میں آبپاشی کی سہولتیں پیدا کرنے کے لئے بند باندھنے کا انتظام کر رہی ہے۔ کرم گڑھی سکیم پر عمل کیا جا رہا ہے۔ اور متعدد ٹیوب ویل بھی لگائے جا رہے ہیں۔ آپ نے امید ظاہر کی کہ ان اقدامات کی وجہ سے اس ضلع کی بنجر زمینوں کو قابل کاشت بنانے میں اچھی خاصی مدد ملے گی۔ آپ نے کہا جس ضلع میں ضرورت کے مطابق خام مال نہ ملتا ہو یا جہاں کارخانے کی مصنوعات کے لئے منڈیاں میسر نہ آتی ہوں۔ وہاں نہ تو پی آئی ڈی سی کوئی بڑا کارخانہ کھولنے پر آمادہ ہو سکتی ہے نہ کوئی نجی تاجر اتنی جرأت کر سکتا ہے۔ ایسے ضلع کے عوام کو چھوٹی اور گھریلو صنعتوں کی طرف زیادہ توجہ مبذول کرنی چاہیئے۔ گورنر نے ایک سوال کے جواب میں بتایا کہ حکومت نے اس ضلع میں کونسی نئی سڑکیں تعمیر کرنے کا پروگرام تیار کیا ہے۔ اور کون کون سی موجودہ سڑکوں کی مرمت کی جائے گی۔ آپ نے بتایا کہ اس ضلع کے زمینداروں کے لئے ٹریکٹر بھی فراہم کئے جائیں گے۔ آپ نے کہا یہ درست ہے کہ عصر حاضر میں ترقیات کا بڑا انحصار بجلی پر ہے لیکن اس ضلع کے عوام کو بجلی کی نسبت مواصلات کی اصلاح کی زیادہ ضرورت ہے بہرحال حکومت بجلی کی فراہمی سے بھی غافل نہیں کیونکہ ٹیوب ویل سکیم بجلی کے بغیر پایہ تکمیل تک نہیں پہنچ سکتی۔

گورنر نے ایک اور شخص کے سوال کے جواب میں یقین دلایا کہ حکومت مقامی کالج میں سائنس کی تعلیم شروع کرنے کی طرف جلد توجہ دیگی۔

ربوہ۔ احمد نگر۔ چنیوٹ کے خدام کے لئے ضروری اعلان

سالانہ اجتماع میں انکی شمولیت ضروری ہے

جیسا کہ خدام کو معلوم ہے ہمارا سالانہ اجتماع ۲۱-۲۲-۲۳ اکتوبر ۶۰ء کو منعقد ہو رہا ہے اس اجتماع میں ربوہ۔ احمد نگر اور چنیوٹ کے سب خدام کی شمولیت لازمی ہے۔ اور کوئی خادم بجز اشد مجبوری کی حالت میں مکرم نائب صدر صاحب کی اجازت کے بغیر غیر حاضر نہیں ہو سکتا۔ لہذا میں اس اعلان کے ذریعہ آپ کو اس بات کی طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں۔ کہ آپ دوران اجتماع میں گھریلو ضروریات کیلئے ضروری انتظامات ابھی سے کریں۔ تاکہ آپ کی غیر حاضری میں آپ کے گھر والوں کو تکلیف نہ ہو۔ مثلاً بازار سے روزانہ کا سودا سلف لانا۔ عام مریضوں کو دوائی وغیرہ لا کر دینا۔ گائے بھینس کا دودھ دوہنا۔ مویشیوں کے لئے چارہ لانا وغیرہ وغیرہ۔

اس سلسلہ میں میں اپنے انصار بزرگوں سے بھی درخواست کروں گا۔ کہ وہ ہمارے اجتماع کے دنوں میں اپنے خدام ہمسایوں کے گھر والوں کا خیال رکھیں گے۔ اور ان کاموں میں ان کا ہاتھ بٹائیں گے۔ تاکہ خدام پوری دلجمعی سے اجتماع میں شامل ہو سکیں۔

معتمد مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ

الفضل سے خط و کتابت کرتے وقت اپنی چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیا کریں